سوال

(55)اجتماعی دعا کا حکم

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

فرض نمازوں کے بعد اجتماعی، انفرادی دعا کرنا سنت سے ثابت ہے یا بدعت ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاته!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

جامع ترمذی میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کون سی دعا زیادہ سنی جاتی ہے (مقبول ہوتی ہے) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا رات کا آخری حصہ اور فرائض (پانچوں وقتوں کی نمازوں) کے پیچھے امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن ہے، اس سے معلوم ہوا کہ فرضی نمازوں کے بعد بھی دعا کی قبولیت کا زیادہ امکان ہوتا ہے اور دعا بغیر ہاتھ اٹھائے بھی کی جاسکتی ہے اور ہاتھ اٹھا کر بھی کی جاسکتی ہے، کیونکہ دعا میں ہاتھوں کے اٹھانے کا ذکر بہت سی احادیث قولیہ وفعلیہ میں وارد ہے اور ہاتھ اٹھانا دعا کے خاص آداب میں سے ہے۔

(1) :۔۔۔۔۔۔سنن الکبري للامام البیھقی: ۲/۱۳۳ میں ایک حدیث ہے جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((وہذا الدعاء فرفع یدیہ حذو منکبیہ الخ))

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے کندھوں کے برابر اپنے ہاتھ مبارکہ اٹھائے اور فرمایا کہ یہ ہے دعا یعنی دعا اس طرح مانگنی چاہیے کہ ہاتھوں کو کندھوں کے برابر اٹھانا چاہیے۔

معلوم ہوا کہ دعا میں ہاتھ اٹھانا دعا کے آداب میں سے ہے۔ اسی طرح صحیح ابن حبان وغیرہ میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالی فرماتا ہے جب میرا بندہ دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتا ہے تو مجھے حیا آتی ہے کہ میں اس کے ہاتھوں کو خالی لوٹاؤں۔ بہر حال ہاتھ اٹھانا دعا میں دعا کے آداب میں سے ہے اور وہ مندوب ومستحب ہے اور چند وقائع بھی احادیث صحیحہ میں مروی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعاء میں ہاتھ اٹھائے اور صحیح مسلم میں صلوۃ الخوف کے بعد بھی ہاتھ اٹھانے مذکور ہیں۔ (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اٹھائے) جب دعا میں ہاتھ اٹھانے مسنون ومستحب ہیں تو فرض نماز کے بعد اگر کوئی دعا کرنا چاہے تو وہ کیوں ہاتھ نہ اٹھائے، حالانکہ ترمذی والی حدیث سے معلوم ہوا کہ فرض نماز کے بعد بھی دعاء کی قبولیت کا زیادہ موقع ہے۔ علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے تو ابن ابی شیبہ کا حوالہ دے کر لکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز فجر کے بعد دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔ یہ روایت ابن ابی شیبہ کے مصنف میں تو دیکھنے میں نہیں آئی ہوسکتا ہے کہ ان کے ''المسند'' میں ہو لیکن وہ اس وقت ہمارے پاس نہیں۔

بہر حال مذکورہ قولیہ احادیث سے اتنا تو ثابت ہو گیا کہ نماز فرض کے بعد دعا کے لیے ہاتھ اٹھانے مستحب ہیں لہذا انفرادا تو دعا کے لیے ہاتھ اٹھانا جائز ہوا باقی رہا اجتماعی طور پر تو صحیح بخاری

میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جمعہ کے سن آپ ﷺ خطبہ دے رہے تھے کہ ایک آدمی آیا اور قحط سالی کا شکوہ کیا تو آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ مبارک دعا کے لیے اٹھائے اور لوگوں نے بھی اپنے ہاتھ اٹھائے ۔ الخ

اس حدیث میں یہ نہیں ہے کہ آپ ﷺ نے لوگوں کو کہا تم بھی ہاتھ اٹھاؤ بلکہ آپ ﷺ کے ہاتھ اٹھاتے ہی انہوں نے بھی ہاتھ اٹھالیے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کا معمول تھا کہ جب آپ ﷺ دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتے تو وہ بھی ساتھ ہی اپنے ہاتھوں کو اٹھا لیتے تھے ۔

اس حدیث میں گو فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا کرنے کا بیان نہیں لیکن اس سے فی الجملہ اجتماری دعا کرنا اظہر من الشمس ہے ۔

(۲) : ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ایک حدیث بھی ملاحظہ فرمائیے جو قولی ہے ۔ یہ روایت امام حاکم رحمہ اللہ نے اپنے مستدرک ۳/۳٤۷ میں وارد کی ہے ۔ اس میں یہ ہے کہ حضرت حبیب بن مسلمہ الفیہری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا کہ فرماتے تھے : ((لا یجتمع ملا فیدعوا بعضھم ویومن البعض الا اجابھم اللہ))

''یعنی کوئی جماعت بھی ایک جگہ جمع ہو کر دعا کرے ایک ان میں سے دعا مانگے اور دوسرے اس پر آمین کہیں تو اللہ تعالی ان کی دعا کو شرف قبولیت بخشتا ہے ۔ ''

اس حدیث کی سند حسن ہے ۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے مستدرک کی تلخیص میں اس روایت کو بحال رکھا اس پر کوئی جرح نہ فرمائی اس کے سب رواۃ ثقہ وصدوق ہیں ۔ ابن لہیعہ میں کلام ہے لیکن جب ان سے عبداللہ بن المبارک ، ابو عبدالرحمن المقری جیسے تلامذہ روایت کریں تو وہ مقبول ہوتی ہے یہاں بھی ان سے ابو عبدالرحمن المقری (عبداللہ بن یزید) راوی ہے ، لہذا یہ روایت ان کی صحیح ہے ۔

ابن لہیعہ مدلس بھی ہے لیکن اس روایت میں انہوں نے '' حدثنی '' کہہ کر سماع کی صراحت کردی لہذا یہ روایت قوی وجید ہے اسی لیے حافظ ذہبی بھی اس پر خاموش رہے ۔ واللہ اعلم

اس حدیث سے اجتماعی طور پر دعا کرنا مندوب معلوم ہوتا ہے ۔ اور حدیث میں '' ملا '' کا لفظ ہے جس سے ہر جماعت مراد لی جا سکتی ہے خواہ وہ نماز فرض کی جماعت ہو یا علم و تبلیغ کے لیے اجتماع ہو یا کسی جلسہ کا اجتماع ہو یا فوجی جماعت ہو ان سب کو یہ لفظ شامل ہے کیونکہ جو لفظ عام ہو اس کو بلا قرینہ یا بلا خاص دلیل کے کسی ایک فرد کے ساتھ مخصوص نہیں کیا جا سکتا اور چونکہ کوئی ایسی دلیل نہیں جس سے معلوم ہو کہ فرض نماز کی جماعت اس سے مستثنی ہے ، لہذا یہ بھی اس میں یعنی اس لفظ کے عموم میں شامل رہے گا ۔ اور کسی حدیث میں اب تک یہ دیکھنے میں نہیں آیا کہ آپ نے فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے سے منع فرمایا یا خود کبھی فرض نماز کے بعد دعا کے لیے ہاتھ نہیں اٹھائے ۔ یعنی نہ یہ وارد ہے (جتنا کچھ اب تک معلوم ہوا ہے) کہ آپ نے فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھائے اور نہ یہ ہے کہ ہاتھ نہیں اٹھائے ۔ اور عدم ذکر عدم وجود کو مستلزم نہیں ہے ۔

تیجہ یہ ہوا کہ فرض نماز بعد اجتماعی طور پر دعا کرنا نبی کریم ﷺ کی قولی حدیث کے بموجب مندوب و مستحسن ہے اور اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ ہاتھ اٹھانا احادیث کی رو سے دعا کے آداب میں سے ہے اور مستحسن و مندوب ہے بہر حال ان دلائل سے راقم الحروف کے نزدیک فرض نماز کے بعد اجتماعی طور پر دعا کرنا جائز ہے ۔ بلکہ اس کو مندوب کہہ سکتے ہیں البتہ اس کو نماز کے لوازمات سے سمجھنا اور یہ تصور کر لینا کہ اس کے سوا نماز پوری ہی نہیں ہوتی یا جو اس طرح دعا نہ کرے بلکہ اٹھ کر چلا جائے اس کو برا بھلا کہنا یا اس پر طعن و تشنیع کرنا یہ ناجائز ہے اگر ایسا کر لیا جائے تو وہ بدعت ہو گی اور ناجائز ہو گی ۔

حضرت مولانا عبدالرحمن مبارک پوری رحمہ اللہ نے '' تحفۃ الاحوذی شرح الترمذی '' میں بھی تقریبا اسی طرح لکھا ہے یعنی اگر اس کو نماز کے لوازمات میں سے تصور نہ کیا جائے اور نہ کرنے والے پر نکیر بھی نہ ہو تو یہ ان شاء اللہ جائز ہے ۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ راشدیہ

صفحہ نمبر 313

محدث فتویٰ